کھلے اجلاس کے اوقات میں پبلک کا اجتماع عظیم الشان ہوتا تھا، یہاں تک کہ کسی شب میں پچیس تیس ہزار سے کم کا اجتماع نہیں ہوا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عوام سیاسی اعتبار سے خواہ کسی خیال کے ہوں بحمد اللہ اب بھی علماءِ حق کا وقار و اقتدار اُن کے دلوں میں ویسا ہی باقی ہے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ اگر علما رمیدان میں آجائیں تو کوئی دوسری جماعت اُن کی مقاومت نہیں کرسکتی۔

ہم نے ان سطور میں صرف عوام سے خطاب کیا ہے۔ آئندہ کسی موقع پر خود "علماءِ حق" سے بھی بعض ضروری باتیں کہنی ہیں۔

حیدر آباد دکن

ہندوستان کی تمام مسلم وغیر مسلم ریاستوں میں صرف ایک ریاست حیدر آباد ہے جو سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور اصلاحات پذیرفتہ ریاست ہے اور جس کی فیاضیاں ملت و مذہب کی تخصیص کے بغیر بیرون ریاست کے بھی لاکھوں انسانوں کو مشتمل ہیں اس ریاست کا ابر کرم جس طرح دیوبند و علیگڈھ پر جُود وعطا کی بارش برساتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اُس سے بنارس کی ہندو یونیورسٹی اور ڈاکٹر ٹگور کی "شانتی نکیتن" بھی سیراب ہوتی رہی ہیں۔ خود اندرون ریاست میں جس طرح مسلمان بڑے بڑے عہدوں اور منصبوں پر فائز ہیں، ہندو بھی اُن سے متمتع اور بہرہ اندوز ہو رہے ہیں جس کی ایک روشن مثال مہاراجہ کشن پرشاد کی صورت میں نظر آسکتی ہے۔ انصاف، رواداری، بے تعصبی اور تمام رعایا کے ساتھ یکساں سلوک کی انتہا یہ ہے کہ محکمۂ امور مذہبی میں خاص ہندو مددگار امورِ مذہبی کا تقرر عبادت گاہوں اور مندروں کے انتظام کے لیے جُدا ہے۔ سید محمد احسان صاحب وکیل عدالتِ عالیہ حیدر آباد دکن بلدہ نے اپنے ایک انگریزی رسالہ میں اُن حقوق اور مراعات کا مفصل ذکر کیا ہے جو سرکار نظام کی طرف سے ہندوؤں کو حاصل ہیں۔ اس رسالہ میں مرقوم ہے:۔

"گزشتہ دس سال کے دوران میں ۱۶۶ مندر تعمیر کیے گئے ہیں اور ۸۸۵ مندروں کی مرمت ہو چکی ہے۔ہندوؤں کے تقریباً ۱۱۳۳۵ مذہبی ادارے سرکاری اعانت کے بل پر چل رہے ہیں"

وہاں سے جس طرح مسلمان بچوں کو تعلیمی وظائف ملتے ہیں۔ہندو بچے بھی اُن سے محروم نہیں رہتے ریاست کے کالج، اسکول، مکاتب، لائبریریاں، صنعت گاہیں ہندو اور مسلمان سب کے لیے یکساں طور پر کھلے ہوئے ہیں اور سب اُن سے بقدر ذوق فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔کونسل کی نشستیں جس طرح مسلمان ممبروں سے پُر ہیں، اُن کے پہلو بہ پہلو وہاں ہندو بھی نظر آتے ہیں۔غرضکہ ریاست اپنے والی کی بیدار مغزی، رعایا پروری اور رواداری کے باعث ہندوستان کی سب سے بڑی نیک نام ریاست ہے، مگر سخت افسوس ہے کہ چند ماہ سے آریہ سماجیوں نے وہاں انتہائی فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرکے ریاست کی فضا صلح و آشتی کو حد درجہ مکدر بنا رکھا ہے۔یہ لوگ زبان و قلم کے سخت اور بے باک ہوتے ہیں اور اِن کی آتش بار تقریروں میں فتنہ انگیزی کا جو سامان ہوتا ہے تمام ہندوستانی اُس سے اچھی طرح واقف ہیں۔یہی لوگ ہیں جو حقیقتوں پر غلط بیانیوں کا پردہ ڈال کر عام ہندوؤں کے جذبات کو بھڑکا رہے ہیں۔اخبارات میں اس ایجیٹیشن کے سلسلہ میں جن آریہ سماجی لیڈروں کی تقریریں آئی ہیں اُن کو دیکھ کر ہم کو حیرت ہے کہ کوئی انسان بحالتِ صحت ہوش و حواس اس طرح کی بے بنیاد باتیں کہہ سکتا ہے۔ہمیں معلوم ہے کہ ریاست کی ہندو رعایا کو اپنے والی سے کوئی شکایت نہیں وہ اپنے حکمراں کی فرمانبرداری میں مسلمانوں سے کسی طرح پیچھے نہیں۔یہ جو کچھ ہو رہا ہے محض بیرونی شور و غوغا ہے تاہم اگر وہاں ہندوؤں کو واقعی کچھ معقول شکایتیں ہیں تو اُن کو چاہیے کہ وہ اپنے جائز مطالبات کو مناسب طریق سوال کے ساتھ حکومت کے سامنے پیش کریں۔دولت آصفیہ کی تاریخی رواداری سے کامل توقع ہے کہ وہ اُن کو رفع کرنے کی پوری کوشش کریگی۔

رہا اس غیر ذمہ دارانہ بلکہ غیر انسانی طریقہ پر شور مچانا، یہ کسی شریف ہندو کے نزدیک بھی درست نہیں ہوسکتا۔اوران لوگوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس طرح کی نامعقول حرکتوں کا نتیجہ بجز دائمی ناکامی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔